جدید فضلاء کی ذمہ داریاں!

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزّاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

''بتاریخ ۱۷ رمضان ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۸ اگست ۲۰۱۱ صبح کے وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء کی اختتامی تقریب میں اہم نکات پر مشتمل خطاب فرمایا۔ ماہ رجب میں جبکہ مدارس دینیہ میں تعلیمی سال کا اختتام ہو رہا ہے، کی مناسبت سے یہ خطاب افادہ عام کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔''

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین. أما بعد! فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ.''(۱)

محترم علماء کرام!......اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرضِ کفایہ آپ کے سر پر ڈالا ہے اور اس کا جو مقصد ہے (دونوں فرضِ کفایہ اور اس کے مقاصد) دونوں کو اِس آیت میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ'' کی نعمت نصیب کر دی ہے اور اِس نعمت کے بعد اِس کا شکر یہ ہے کہ ''لِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ.''
ترجمہ: ''تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں اُن کی طرف۔''

آج سے آپ کو طالب علم کوئی نہیں کہے گا بلکہ اَب آپ کو لوگ مولانا اور مولوی کہیں گے۔ اِس لیے اَب سے ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا ہے۔

''العلماء ورثۃ الانبیاء'' یہ انبیاء کی وراثت (یعنی علم دِین اور علم شریعت اِسلامیہ، کتاب اور سنت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ کو ملی ہے یہ اللہ کی عظیم نعمت ہے، یہ اِتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کا اَندازہ بھی کوئی نہیں

لگا سکتا، اور یہ نعمت ہر ایک کو ملتی بھی نہیں، اس کے لیے بھی اللہ کی طرف سے اِنتخاب ہوتا ہے۔ اِس لیے جتنی بڑی نعمت ہے اتنا ہی زیادہ اس کا شکر اُدا کرنا بھی ضروری ہے اور اس سے بڑی نعمت کیا ہوگی کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بینائی دیتا ہے۔ آنکھیں دیتا ہے۔ جس سے وہ آدمی دیکھتا ہے۔ نشیب وفراز، دَایاں بایاں، کھڈا، کھالا، سیدھا، اُلٹا، رَاستہ، پگڈنڈی، غرض سب کچھ دیکھتا ہے اور دوسرا وہ آدمی ہے جو اندھا ہے تو کیا ''هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ؟ ''(۲) یعنی اندھے اور دیکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟۔

اللہ نے آپ کو ایسی بصیرت دے دِی ہے کہ زندگی کے ہر مرحلے میں آپ کے سامنے سیدھا رَاستہ ہے۔ یعنی: ''قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ. '' ...... میں نے بخارِی شریف کے درس کے دَوران اُپنے شیخ ومربی محدثُ العصر حضرت مولانا علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا وہ مقولہ سنایا تھا۔ فرماتے ہیں: کہ ''بخاری شریف'' کتابِ زِندگی ہے۔ ''کتاب الحیات '' اور میں نے یہ بھی آپ کو بتایا ہے کہ دورۂ حدیث کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ زِندگی کے ہر شعبے میں اَوّل سے آخر تک کسی مرحلے میں آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وَسلم کی حیاتِ طیبہ کا مکمل مطالعہ آپ کر چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وَسلم کے تمام اَفعال، اَعمال، اخلاق اِسی طرح صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مبارک زِندگی آپ کے سامنے ہے اور ہر معاملے میں اُن کا طرزِ عمل آپ کے سامنے آچکا ہے۔ بہر حال یہ ایک بہت بڑی منقبت ہے کہ:

''ان العلماء ورثة الانبياء و ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما انما ورثوا العلم''(۳)

''یعنی بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء اپنی وراثت میں دینار اور درہم نہیں چھوڑتے بلکہ وہ تو علم چھوڑتے ہیں۔''

تو اسی وراثت کے ساتھ ساتھ اس کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں جو تذکیر کے طور پر عرض کرتا ہوں:

پہلی ذمہ داری...... دین جس طرح پڑھا اسی طرح محفوظ رکھیں:

سب سے پہلی ذمہ داری آپ کے اُوپر یہ ہے کہ دین کو جس طرح پڑھا ہے اسی طرح اس کو محفوظ رکھیں۔ اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہونا چاہیے۔

دوسری ذمہ داری...... دین کو آنے والی نسلوں تک پہنچائیں:

اس کو بعینہٖ اسی حالت میں آگے آنے والی نسلوں تک پہنچانا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وَسلم سے اس پاکیزہ جماعت نے جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وَسلم سے تر وتازہ

اور پاکیزہ دِین کو لیا اور اپنے اعمال میں اپنے اقوال میں اپنے اخلاق میں اس کو لائے اور اس کو اسی طرح آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔ تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ کرتے کرتے آج پندرھویں صدی ہجری چل رہی ہے اور الحمدللہ! دین ہمارے پاس اسی حالت میں موجود ہے۔ جس حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا اور یہی فریضہ اب آپ کا ہے۔ اگر کسی کو تدریس کا موقع ملتا ہے تو اس دین کو اچھی طرح آپ پڑھائیں اور اس پر آپ محنت کریں۔ اب آپ کو محنت کا مزید موقع ملے گا، جو کوتاہیاں دورانِ تعلیم ہوئی ہیں۔ اس کا تدارک کیجیے۔ اس وقت آپ کو جو موقع ملے گا ہر کسی کو یہ موقع نہیں ملتا اور اگر کسی کو خطابت کا موقع ملے تو اس میدان میں صحیح طور پر دین لوگوں تک پہنچانا یہ آپ کا فریضہ ہے۔ اسی طرح سے تصنیف وتالیف کا موقع ملے تو وہاں پر بھی تبلیغ کا صحیح طور سے فریضہ انجام دیں۔ بہرحال ہر شعبہ اور ہر میدان میں دین کو صحیح طور پر امت تک پہنچانا یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ عالم کی مثال ایک گلاب کے پھول کی سی ہے۔ پودے پر لگا ہوا ہے وہاں پر بھی خوش بو آئے گی، توڑ کر اپنے پاس رکھ لیا وہاں بھی خوش بو آئے گی، کہیں چھپا دیا وہاں بھی خوش بو آئے گی تو ایک عالم جہاں بھی ہو اس سے علم کی خوش بو آنی چاہیے۔ آپ سفر میں ہوں، حضر میں ہوں یا زندگی کے کسی بھی شعبے میں مشغول ہوں۔ آپ سے علم وعمل کی خوش بو آنی چاہیے۔ ہر آدمی محسوس کرے کہ یہ عالم دین ہے اور اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ آپ کا کتاب کے ساتھ ایسا جوڑ ہو کہ جیسے انسان سے سایہ جدا نہیں ہوتا، یعنی ہر موقع پر کوئی نہ کوئی کتاب خواہ کسی موضوع پر ہو۔ آپ کے پاس موجود ہونی چاہیے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ کتاب سے تعلق اور اس کے مطالعے سے چوبیس گھنٹے آپ کے علم میں اضافہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ نے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ علم دیا ہے، اُن کو حکم ہو رہا ہے:

''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا.''(۴) اور آپ کہہ دیجیے کہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ!۔

تیسری ذمہ داری......اپنے علم پر عمل کریں:

آپ پر تیسری ذمہ داری اپنے علم پر عمل کرنا ہے اور اصل یہی ہے۔ یعنی اصل اور صحیح علم دین جو کہ آپ نے قرآن وسنت کی شکل میں اپنے اساتذہ کے ذریعے حاصل کیا ہے اُس پر عمل کرنا اور اس عمل کو اپنی زندگی کا نصب العین اور مقصد بنانا میرے بھائیو! اصل چیز یہی ہے۔

چوتھی ذمہ داری......اپنی قدر پہچانیں اور اسے ضائع ہونے سے بچائیں:

چوتھی ذمہ داری آپ کے اوپر یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو جو مرتبہ دیا ہے اُس مرتبہ کو پہچاننا اور اپنی اس قدر ومنزلت کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ عالم بن گئے اب جا کر ایک ٹھیلا لگا لیا، اللہ نہ کرے کبھی انسان پر

ایسا وقت بھی آجاتا ہے۔لیکن اس میں بھی انسان کو اپنی قدر و منزلت کو دیکھنا چاہیے۔اللہ نے ہمیں دین کا سپاہی بنایا ہے، آپ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں، مسجد میں امامت، خطابت کا موقع ملے وہ کریں، تدریس کریں، تصنیف و تالیف کا ذوق ہو۔اُس پر توجہ دیں اور سپاہی کا کام یہ ہے کہ ہر موقع پر اپنے آپ کو تیار رکھے۔ ہر قسم کی تربیت حاصل کرے۔

دورۂ تدریبیہ کا مقصد:

بھائی ہم تو دین کے سپاہی ہیں، ہمارے اندر دین کی فکر ہونی چاہیے اور یہ فرقِ باطلہ کا کورس جو آپ کو پڑھایا گیا ہے وہ اس لیے نہیں پڑھایا گیا کہ آپ ان گمراہ لوگوں کے پیچھے ڈنڈا لے کر پڑ جائیں کہ او فلانے! او فلانے! نہیں بھائی، یہ ایک عالم دین کا کام نہیں ہے بلکہ یہ تو آپ کو اس لیے پڑھایا گیا ہے کہ حقیقت آپ کے سامنے واضح ہو جائے اور ایک عالم کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے علم میں یہ تمام چیزیں ہوں کہ فلاں طبقے کے کیا عقائد ہیں۔فلاں طبقے کے کیا عقائد ہیں۔ جب آپ کو ضرورت پڑے گی تو یہ باتیں آپ کو فائدہ دیں گی۔آپ کو مثبت انداز میں دین کو آگے بڑھانا ہے۔آپ کو اس کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ آپ کسی کو چیلنج کریں یا کسی کا نام لیں اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی خالی گھر ہو تو خالی گھر میں سانپ، بچھو، چوہے اور خدا جانے کیا کیا جانور وہاں بسیرا کر لیتے ہیں۔آپ یہ چاہیں کہ ہر ایک کو مارتے پھریں تو یہ آپ کے لیے انتہائی مشکل ہے۔بلکہ اس کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ آپ وہاں ایک چراغ، ایک بلب جلا دیں۔ جب روشنی ہوگی تو خود ہی یہ ساری چیزیں وہاں سے بھاگ جائیں گی۔یہی اس کا علاج ہے۔اسی طرح جہاں آپ جائیں وہاں آپ مثبت انداز میں دین پھیلائیں۔

درسِ قرآن کی ضرورت:

اور اگر آپ کو امامت کا موقع ملے تو کوشش کریں کہ پانچوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد درسِ قرآن شروع کریں۔لوگوں میں جب دین آئے گا اور دینی روشنی اُن کو ملے گی تو تمام فتنے اور جہالت کی تاریکیاں خود بخود دُور بھاگ جائیں گی۔

مطالعے کو وسیع رکھیں:

اس کے ساتھ ساتھ اپنے مطالعے کو وسیع رکھیں۔آج کل میرے مطالعے میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی تفسیر ''ذَخِیرَۃُ الْجِنَان فِی فَھْمِ الْقُرْآن'' ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں یعنی مسلک دیوبند اہل سنت والجماعت کو ایک ایک بزرگ ایسا دیا ہے کہ ان بزرگوں کا ہمارے مسلک سے تعلق خود ہمارے مسلک کے حق ہونے کی دلیل ہے۔انہی بزرگوں میں سے ایک ہمارے حضرت مولانا محمد سرفراز خان

صفدر رحمہ اللہ تھے۔ جنہوں نے پچپن سال ایک مسجد میں درسِ قرآن دیا ہے۔

تقریباً ڈیڑھ سال پہلے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے جنازہ پر ہم گئے تھے، وہاں سے واپسی پر ایک جگہ ایک مولوی صاحب کے ہاں جانا ہوا تو انہوں نے اس کا سیٹ ہمیں دے دیا۔ پھر گزشتہ دنوں سے ہم نے اس کا مطالعہ شروع کیا۔ اب دو جلدیں ختم ہو چکی ہیں اور تیسری جلد شروع ہو چکی ہے تو میں حیران ہوتا ہوں کہ کتنی محنت کی ان حضرات نے کہ پچپن سال ایک جگہ ٹک کر درسِ قرآن دیا! ۔ اسی طرح آپ جہاں بھی جائیں اور آپ کو درس قرآن کا موقع ملے تو آپ ضرور دیں، تفسیر بیان کریں، ترجمہ بیان کریں۔ لیکن اپنے اکابر کی تفسیروں کے مطالعے کے بعد!۔

اس کا بڑا فائدہ ہوگا۔ آپ کو بھی اور عوام کو بھی، عوام کی جہالت دور ہوگی۔ یہ بدعات، رسومات، خرافات یہ سب جہالت کی پیداوار ہے۔ جب قرآن وسنت کی روشنی آئے گی تو یہ جہالتیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

یہ مت سمجھیں کہ اب چھٹی ہوگئی:

اِس کے علاوہ اسی ضمن میں ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ اب آپ عالم بن گئے ہیں۔ لیکن یہ مت سمجھیں کہ اب ہماری چھٹی ہوگئی ہے اور سیکھنا سکھانا سب ختم ہوگیا ہے، نہیں بھائی موت تک آدمی طالب علم ہے۔ اگر چہ اب آپ کو کوئی طالب علم نہیں کہے گا۔ لیکن آپ خود ہمیشہ اپنے آپ کو طالب علم سمجھیں۔ جہاں کوئی بزرگ آئیں، بڑے عالم آئیں آپ ان کی خدمت میں چلے جائیں۔ کوئی اچھی بات آپ کو سیکھنے کو ملے فوراً اس کو حاصل کریں۔ میں اب بھی بزرگوں کی کوئی بات سنتا ہوں یا پڑھتا ہوں تو فوراً ہی سوچتا ہوں کہ اپنے اندر یہ کمی رہ گئی تھی۔ اس کا تدارک ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ پہلے بھی میں یہ بات کئی موقعوں پر عرض کر چکا ہوں کہ اپنی مادرِ علمی سے ''وفاء'' کریں۔ اِسلام ہمیں وفا سکھاتا ہے اور میں بطورِ ''تحدیث بالنعمت'' کے آپ حضرات کی تذکیر کے لیے اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔

مراکش کا ایک سفر:

میں ایک مرتبہ مراکش میں کسی کانفرنس میں گیا ہوا تھا۔ واپسی پر میں نے سوچا کہ کیوں نہ مصر سے ہوتا ہوا جاؤں کہ وہاں میں نے پڑھا ہے اور میرے اساتذہ ہیں اور میرے ساتھی ہیں۔ دوسرے تعلق والے ہیں تو میں مصری سفارت خانے چلا گیا اور وہاں کارڈ بھیجا تو وہاں کا جو قونصل جنرل تھا اس نے فوراً مجھے بلا لیا اور اپنے دفتر میں بٹھایا۔ ویسے ہمارے شیخ محدث العصر حضرت مولانا علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مصری جتنے عہدے کے اعتبار سے بڑے ہیں، بہت با اخلاق ہوتے ہیں اور ہم پاکستانیوں کی طرح جذباتی بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ ہم سے زیادہ ہوتے ہیں تو خیر مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا خدمت کروں تو میں نے کہا کہ مجھے ویزہ چاہیے۔ تو اس نے فارم

منگوائے اور خود بھرنے بھی شروع کر دیئے۔ فارم میں ایک خانے میں ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ کے جانے کا مقصد کیا ہے؟ میں نے اس سوال کے جواب میں اس کو ایسا جملہ کہا کہ وہ پھڑک اُٹھا۔ جذباتی تو ویسے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: ''وفاء لمصر'' پھر میں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے وہاں سے دکتورہ کیا ہے۔ وہاں پڑھا ہے۔ میرے اساتذہ ہیں، ساتھی ہیں تو وفاء کا تقاضا یہ ہے کہ میں وہاں جاؤں۔ اپنے اساتذہ سے ملوں، اپنے ساتھیوں سے ملوں، اپنی مادرِ علمی میں جاؤں، اس بات سے اتنا خوش ہوا کہ فوراً ہی ویزہ لگا دیا اور پیسے بھی نہیں لیے۔ خیر میں آپ سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کر رہا کہ دُور دراز سے پیسے خرچ کر کے سفر کرو اور جامعہ میں آؤ۔ لیکن کسی بھی شکل میں اپنے اساتذہ اور مادرِ علمی سے تعلق رہنا چاہیے۔ اب اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنے نام پر ماہنامہ بینات جاری کرادیں اور اگر آپ کراچی میں رہتے ہیں تو کبھی کبھی چکر لگالیا، اساتذہ سے ملاقات کرلی اور یہاں پر ایسے ایسے بھی بدنصیب موجود ہیں جو کراچی میں رہتے ہیں اور برسوں گزر جاتے ہیں اپنی شکل نہیں دکھاتے۔ لیکن یاد رکھو اس میں جامعہ اور آپ کے اساتذہ کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ ''مَایَضُرُّوْنَ اِلاَّ أَنْفُسَھُمْ'' بے وفاء کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتا۔ مجھے یاد آیا ابھی پچھلے دنوں ایک فاضل کا خط آیا، اس میں خط کے ساتھ ایک سو کا نوٹ پڑا ہوا تھا اور اس نے لکھا کہ: آپ نے جامعہ کے ساتھ تعلق کے بارے میں کہا تھا، تو میں نے جامعہ کو یہ ہدیہ بھیجا ہے۔ میں نے سو کا نوٹ دفتر محاسب میں بھجوا کر اس کی رسید منگوائی اور اس کو بھیجی۔ سمجھدار تھا جوابی لفافہ بھی ساتھ ہی لف کیا ہوا تھا۔ تو یہ ایک جذبہ ہوا کرتا ہے اور سب سے بڑی چیز آپ کے لیے یہی ہے کہ آپ کا اپنے اساتذہ کے ساتھ مضبوط تعلق ہو۔ اسی طرح سے جامعہ کو، اپنے اساتذہ کو، اپنے بزرگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محدث العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے لیے دعا:

میں تحدیث بالنعمت کے طور پر آپ کو بتاتا ہوں کہ جس دِن سے ہمارے شیخ محدث العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی ہے۔ اُس دِن سے لے کر آج کے دِن تک میں ان کے لیے ہر نماز کے بعد سفر وحضر ہر حالت میں کم از کم ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دعا کرتا ہوں۔ کبھی کوئی اور سورت بھی ملا لیتا ہوں اور اس بات میں میں اگر قسم کھاؤں تو ان شاء اللہ حانث نہیں ہوں گا اور میرے ذہن میں ایک فہرست ہے، جس میں میرے والدین بھی ہیں، اساتذہ بھی ہیں، بزرگ بھی ہیں، ساتھی بھی ہیں، ان سب کے لیے میں دعا کیا کرتا ہوں۔

بہرحال آپ نے آٹھ سال یہاں پڑھا ہے، کسی نے پانچ سال پڑھا ہے، کسی نے صرف دورہ حدیث یہاں پر کیا ہے، اس طرح آپ کے ایک دوسرے پر بھی حقوق ہیں۔ آپ حضرات کافی وقت اکٹھے پڑھتے رہے۔

''وصاحب بالجنب'' صاحب جنب کی تفسیر آپ پڑھ چکے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے بھی آپ کی کسی کے ساتھ مجلس ہو۔اس کا بھی آپ پر حق ہے۔ ہمارے بزرگوں نے قرآن وسنت کے احکامات کی عملی تصویر ہمیں دکھائی ہے۔ جس سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی متاثر ہوئے۔

پانچویں ذمہ داری......اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کریں:

پانچویں ذمہ داری آپ کی یہ ہے کہ اَپنے اَندر اچھے اخلاق پیدا کریں۔اب آپ کی شادیاں ہوں گی تو بھائی گھر والوں کے ساتھ بہترین رویے سے پیش آئیں۔اپنے اندر برداشت، صبر وتحمل پیدا کریں۔آپ کے اندر ایسے اخلاق ہوں کہ لوگ کہیں کہ اپنی بیٹیوں کے رشتے مولویوں کو دینے چاہئیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ تو یہ سمجھیں کہ بنوری ٹاؤن کا فاضل ہے۔زیادہ معلومات نہیں کی اور سمجھا کہ بنوری ٹاؤن کا فاضل فرشتہ ہوگا اور اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا، نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ مولوی کی شکل میں درندہ ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے، یہ پرلے درجے کی جہالت ہے کہ بے جا گھر والوں پر سختی، تشدد، والدین، بہن بھائیوں سے ملنے پر پابندی انتہائی غلط اور بے دینی کی سوچ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی کیجیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ''(۵) ''ترجمہ:''اور آپ پیدا ہوئے ہیں بڑے خلق پر۔''

اپنے آپ کو عملی نمونہ بنا کر پیش کیجیے کہ عالم دین ایسے ہوا کرتے ہیں۔ایسے بااخلاق اور اچھی صفات والے ہوتے ہیں۔

چھٹی ذمہ داری......کسی اللہ والے سے تعلق قائم کریں:

اسی طرح ابھی تک آپ پڑھنے میں لگے رہے، ہوسکتا ہے کہ بعضوں کو تزکیہ نفس کا موقع نہ ملا ہو، یاد رکھیے! قرآن کریم نے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض، تعلیم اور حکمت ذکر کیے ہیں وہاں پر''وَیُزَکِّیْھِمْ'' اور تزکیہ کو بھی ذکر کیا ہے۔چاہے اس تزکیہ کا نام آپ تصوف رکھیں یا اخلاق رکھیں، آپ اس کو بھی سیکھیں، یہ بھی ضروری ہے۔

ایک انسان ڈرائیونگ کی کتاب پوری یاد کرلیتا ہے، لیکن وہ کسی گاڑی کے اسٹیرنگ پر بیٹھتا نہیں ہے، کسی استاذ سے سیکھتا نہیں ہے، اگرچہ ساری کتاب اسے یاد ہے لیکن گاڑی اسٹارٹ کرنا اسے اس وقت تک نہیں آئے گا، جب تک کہ کسی استاذ کے پاس، کسی سکھانے والے کے پاس نہ بیٹھے— قرآن کریم اور احادیث میں آپ نے اخلاص کو پڑھا اور قلبی امراض کو پڑھا ہے، دل کے امراض بھی ہوتے ہیں، جس طرح ظاہری جسم کا علاج ہوتا ہے،

اسی طرح روحانی امراض کے علاج کے لیے روحانی حکیم وڈاکٹر کے پاس جانا پڑے گا، جن کو ہم بزرگ سے تعبیر کرتے ہیں، پیر سے تعبیر کرتے ہیں، صالح سے تعبیر کرتے ہیں، کسی اللہ والے سے اپنا تعلق جوڑ واوراس کے بعد کچھ اللہ اللہ شروع کردو، پھر اندازہ لگائیں کہ آپ کے علم میں کتنی ترقی ہوتی ہے، آپ اس نعمت کو نہ بھولیے، یوں سمجھیے کہ اللہ اللہ کرنا علم کی نعمت کا شکر کرنا ہے، جتنا انسان اللہ کا شکر کرسکتا ہے، اس میں کمی نہیں آنی چاہیے۔

امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد جب فارغ ہوکر گھر جانے لگے تو امام صاحب نے ان کو کچھ نصائح کیں اور وہ نصیحتیں ''وصایا الامام الاعظم'' کے نام سے چھپی ہوئی ہیں، آپ کو چاہیے آپ ان کو دیکھیں اور بجائے اس کے کہ میں آپ کو نصیحتیں کروں، اتنے بڑے امام جو امام الائمہ ہیں، انہوں نے اپنے شاگرد کو زندگی کی کامیابی کے لیے کچھ نصیحتیں کی ہیں، آپ ان کو ضرور پڑھیں اوران کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔ اگراب تک آپ کا کسی بزرگ سے تعلق نہیں ہے تو جہاں آپ کا رجحان ہو، جس سے مزاج ملتا ہو ان سے اِصلاحی تعلق قائم کیجیے۔ یہ بھی آپ کی ذمہ داری میں شامل ہے اور یہ تعلق بہت زیادہ ضروری ہے اوراس کے بے شمار فوائد ہیں۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہ تعلق سونے پہ سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ اس سے آپ کے علم وعمل ہر چیز میں ترقی ہوگی۔

تبلیغ کے بارے میں:

جن دوستوں نے ایک سال کے لیے تبلیغ میں جانے کا ارادہ کیا ہے بہت ہی مبارک لوگ ہیں۔ لیکن اس میں بھی آپ محض وقت گزاری مت کیجیے۔ بلکہ تبلیغ کی روح کو سیکھیے اور وہ کیا ہے۔ ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ''(٦) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے: ''بلایئے اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح''(٧) اسلامی آداب کو، دین پھیلانے کے طریقے کو سیکھنا ہے۔ بہر حال یہ تو چند بے ربط باتیں تھیں۔ ایک عالم کے لیے کسی قسم کی ترغیب کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے سامنے سب کچھ کھول دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلیٰ الہ وصحبه وسلم!

حواشی وحوالہ جات

(١)....التوبة:١٢٢ (٢)....الرعد:١٦ (٣)....جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، ج:٢، ص:٥٥٤، ح: ٢٦٣٥، ط: المکتبة الرحمانية

(٤)....طٰه:١١٤ (٥)....القلم:٤ (٦)....النحل:١٢٥ (٧)....ترجمہ شیخ الہندؒ